رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

THE AKHBAR ALHAKAM

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

الحکم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی (عرفانی)

قیمت جو ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی

والیان ریاست اور امراء سے ( ) معاونین الحکم سے ( )

عوام سے ( )

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منارۃ المسیح

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے بفضل اللہ تعالیٰ ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸ کو ہر انگریزی مہینہ کی شائع ہوتا ہے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی — دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۲۵	مؤرخہ ہفتم ماہ مارچ ۱۹۲۳ء یوم چہارشنبہ	نمبر ۱۰

ایوان خلافت میں چند منٹ

۳ مارچ ۱۹۲۳ء کو دس بجے کے بعد مجھکو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی جا تقریب یہ تھی کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے ٹریننگ کے طلباء امتحان کے لیئے بٹالہ جا رہے تھے اور وہ بغرض اجازت و درخواست دُعا حاضر ہوئے تھے۔ میں یقیناً جانتا تھا کہ آپ اس موقعہ پر خواہ چند الفاظ ہی کیوں نہ ہوں ضرور نصائح فرمائیں گے اور میں نے پسند کیا کہ احباب بھی اس سے متمتع ہوں۔

آپ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے کمرہ میں چھوٹے سے سادہ فرش پر تشریف فرما تھے۔ حالات سے ناواقف انسان شاید یہ خیال کرتا ہو گا کہ کئی لاکھ نفوس کا امام ہی فیشن اور ٹیپ ٹاپ کے زمانہ میں ایک بہت ہی مختلف کمرہ میں رہتا ہو گا۔ لیکن جو شخص اپنی آنکھوں سے آپ کو قریباً سو مربع فٹ کے ایسے کمرہ میں دیکھے جو بمشکل نصف کے قریب چٹائی کے فرش سے ڈھانپا گیا ہے۔ اس کا دل سادہ اور نمود و نمائش زندگی کا اثر لیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ نے اپنے خادم قدیم کو دیکھ کر محبت و

غریب نوازی سے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ

آپ بھی لڑکوں کے ساتھ آ گئے

میں اس اثر کو کبھی نہیں بھول سکتا جو ان الفاظ میں تھا اور میں باہر والوں کو سناتا ہوں کہ یہ ایک چھوٹی سی چھوٹی نعمت ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی آسائش اور راحت نہیں کر سکتی۔ ایک طرف میں آپ کے کمرہ کو دیکھتا تھا اور دوسری طرف اس اقتدار اور اثر کو دیکھتا تھا جو آپ

کئی لاکھ قلوب پر رکھتے ہیں

جو سب کے سب بہیئت مجموعی بہت ہی خوش ہوں اگر آپ کو کسی پر تکلف اور شاندار کمرہ میں آرام کرتے دیکھیں مگر اس کا آرام اس کی آسائش ایک ہی چیز میں ہے کہ

دُنیا خدا کی طرف جھک جائے

آرائش اور آسائش

منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را

پر عمل کرنے والے کے حجرہ میں کہاں؟ وہ ایک طرف مسلمانوں کی عملی حالت کو دیکھتا ہے دوسری طرف اسلام پر جو حملے ہو رہے ہیں انکو مشاہدہ کرتا ہے پھر یہ حالات اس کے آرام اور چین کو قائم نہیں رکھ سکتے ہاں قلب مطمئن ایک دوسری چیز ہے۔ بہر حال آپ نے طلباء میں سے ہر ایک کو خوب غور سے دیکھا اور یہ اسلیئے تھا کہ ہر ایک دُعا میں آپکے سامنے رہ سکے۔ پھر آپ نے اُن سے مخاطب ہو کر **فرمایا**

جسمانی اور روحانی امتحانات اور آثرات کے کچھ وقت ہوتے ہیں اگر انسان ان اوقات میں ثابت قدم اور صحیح المزاج رہتا ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ وہ اپنے دعوے صحت اور ایمان میں صادق اور کامل ہے۔ مثلاً یوں جسمانی صحت کا ایک شخص دعویٰ کرتا ہے مگر جسمانی طور پر تجربہ کے اوقات آتے ہیں اور تکالیف کے وقت بھی وہ تندرست رہتا ہے تو اسکی صحت حقیقی صحت ہوگی ورنہ مختلف قسم کے پرہیز والے سے اگر صحت قائم بھی جاوے تو ایسے تو ہر قسم کے لوگ گزار لیتے ہیں۔

اسی طرح روحانی صحت کے بھی تجربہ کے اوقات ہوتے ہیں جب تک تم یہاں تھے اسوقت تک ایک خاص اثر تمہارے دلوں پر تھا اگر مدرس یا دوسرے افسر تمہیں کوئی بھی ہدایت یا نصیحت نہ کرتے اور تمہاری نگرانی بھی نہ کرتے تب بھی یہاں کے حالات ایسے ہیں کہ ہر طرف سے نیکی دین کی آواز آتی ہے۔ ایسے لوگوں سے ملنے کا موقع ہوتا رہتا ہے جو خدمت دین میں مصروف ہیں۔

> یہاں کا کمرہ ہی نیکی کا محرک ہے

چونکہ رات دن یہی مشاغل نظر آتے ہیں اور یہی آوازیں آتی رہتی ہیں تو خواہ نخواہ قلب پر ایک اثر ہوتا ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنے اندر ایک جوش محسوس کرنے لگتا ہے لیکن ایسا جوش اگر امتحان کے وقت باقی نہ رہے اور یہاں سے الگ ہو کر تو وہ ایک عارضی جوش ہو گا جسکی کوئی قیمت نہیں۔ یہ ایسا ہی جوش ہے جیسا محرم کے دنوں میں لوگوں میں پایا جاتا ہے ہندوستان میں شیعہ لوگوں کی تعداد بہت کم ہے مگر جب محرم کے دن آتے ہیں تو سُنی بھی اس جوش سے جو ان ایام میں شیعوں میں پایا جاتا ہے متاثر ہو کر گویا اسی رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔ ہزاروں ہزار سُنی ایسے نظر آئیں گے جو روتے ہیں اور مرثیہ سننے کے لیئے شیعوں کی مجلسوں میں جاتے ہیں تعزیہ بناتے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب عرفانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کے شائع کیا*

ہیں۔ خیرات کرتے اور کھانا کھلاتے ہیں غرض وہ تمام باتیں جو شیعہ کرتے ہیں مگر محرم کے بعد پھر کوئی اثر ان میں نہیں ہوتا یہ جوش چونکہ عارضی ہوتا ہے اور وقتی حالات کے ماتحت ہوتا ہے اسلیئے دیرپا نہیں ہوتا۔

اسی طرح یہاں رہ کر جو اثر ہو وہ اسی وقت قابل اعتبار ہوگا جب کہ یہاں سے باہر جانے پر بھی قائم رہے اور بیرونی اثرات سے دب نہ جاوے۔

تم اب امتحان دیکر اپنے گھروں کو چلے جاؤگے اسلیئے میں تمکو یہ نصیحت کرنی چاہتا ہوں کہ تمہاری نیکی اور دیانتداری کا اصل وقت اب آیا ہے جبکہ تم ایسی جگہ جاؤگے جہاں ہر وقت یہ آوازیں دیانتداری اور نیکی کی تمہارے کانوں میں نہیں آئینگی۔ اور کوئی باقاعدہ تمہاری نگرانی نہ ہوگی۔ اگر اس آزادی میں تمہارے اندر وہی جوش اور صدق رہا تو وہ بہت مبارک اور حقیقی جوش ہے لیکن اگر وہ بات نہ رہی تو پھر یہ سمجھا جائے گا کہ

وقتی جوش تھا

پس تم اپنے اندر ایک حقیقت پیدا کرو۔ بعض لڑکوں کو دیکھا ہے کہ باہر جاکر نماز چھوڑ دیتے ہیں یا سستی کرتے ہیں ہوسٹل والوں کی شکایت آتی ہے کہ قادیان کے بعض لڑکے نماز میں سستی کرتے ہیں اور اس سے پھر برا اثر پڑتا ہے اور لوگ کہدیتے ہیں کہ دیگ میں سے ایک چاول دیکھا جاتا ہے جب فلاں کی یہ حالت ہے تو سب کا یہی حال ہوگا حالانکہ یہ بات غلط ہوتی ہے اور چاول والی مثال انسان پر صادق نہیں آسکتی وہ سب کے سب ایک ہی اثر اور جوش کے نیچے ہوتے ہیں مگر انسان پر باہر کے اثرات بھی پڑتے ہیں اور اس میں بیرونی اثر کے قبول کرنے کی ایک استعداد بھی ہے۔ اسلیئے جو لوگ اس طرح قادیان کی تعلیم اور اثرات کا اندازہ کرتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں کیا بعض منافق نہ تھے؟ اب اگر کوئی احمق ان منافقوں کو مدنظر رکھ کر آپ کی تعلیم اور تاثیر کا اندازہ کرے تو کون اسے تسلیم کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی ایک کی کمزوری کو مدنظر رکھ کر کوئی اعتراض کرے تو وہ اعتراض بھی درست تو نہ ہوگا مگر اس سے سکول کی عام شہرت پر تو برا اثر پڑتا ہے۔ پس تمہاری کمزوریوں سے دو نقصان ہوتے ہیں ایک خود اپنی ذات پر اور دوسرا سکول پر۔

اسلیئے یہ تمہارے امتحان کا وقت ہے

اگر یہاں سے جاکر بھی تم پکے رہے تو معلوم ہوگا کہ سچا تعلق تھا یہ میں نہیں کہتا کہ جو باہر جاکر بگڑ جاتے ہیں انکو سچا تعلق نہیں ہوتا۔ تعلق تو سچا ہوتا ہے مگر وہ کمزور ہوتے ہیں اور ہر قسم کے اثر کو قبول کرلیتے ہیں مؤمن کی یہ شان نہیں ہوتی کہ وہ ہر اثر کو قبول کرے۔ قرآن کریم نے مؤمن کی یہ شان فرمائی ہے کہ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ہوتے ہیں اور اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ یعنی مومنوں کے اثرات کو تو وہ قبول کرلیتے ہیں اور نیکی کے ہر اثر کو قبول کرنیکے لیئے اتنے نرم ہوتے ہیں کہ گویا موم ہیں جو اثر بھی چاہو اسپر ڈال دو۔ مگر کفار کے مقابلہ میں وہ ایسے سخت ہوتے ہیں کہ کفر کا کوئی اثر ان پر پڑ ہی نہیں سکتا

پس تم ایسے ہی مؤمن بنو

ایمان کی یہ دو صفتیں تمہارے اندر پیدا ہو جاویں کہ نیکی کی ہر بات کو قبول کرنے والے بنو اور کفر کی بات خواہ کیسی ہی سجا کر پیش کی جاوے اور کیسی ہی دلربا ہو مگر اسکا اثر تم پر نہ ہو اگر یہ بات نہ ہو تو پھر ایسے شخص کا خطرہ ہی خطرہ ہے وہ جس مجلس میں جاوے گا اسکا اثر بھی قبول کرلیگا ہندوؤں۔ دہریوں۔ فلسفیوں وغیرہ میں جائیگا تو رنگ لے لے گا حالانکہ مومن میں ایک استقامت ہوتی ہے۔ اور اسپر صداقت اور نیکی کے سوا دوسری چیز اثر ہی نہیں کرتی میری اس بات کو خوب یاد رکھو کہ دین کے کمال کے لیئے دو باتوں کی ضرورت ہے نرمی کی بھی اور سختی کی بھی۔ اگر بالکل نرم ہے تو وہ ہر اثر کو قبول کرلے گا خواہ وہ کیسا ہی برا ہو اور اگر محض سخت ہے تو بھی کسی اثر کو قبول نہ کرے گا خواہ کیسا ہی اعلیٰ ہو۔

نرمی کی ضرورت ہے دین کے لیئے اور نیک باتوں کے لیئے خواہ وہ کسی کے منہ سے نکلے یہانتک کہ وہ بچہ کے منہ سے بھی نکلے تو اسکو قبول کرلو اس لیئے کہ

صداقت مؤمن ہی کی گمشدہ متاع ہوتی ہے

حضرت امام اعظم کا واقعہ ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو بھی کوئی واعظ ملا ہے تو انھوں نے فرمایا کہ ہاں ایک بچہ نے مجھے وعظ کیا۔ اور وہ واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ بارش کی وجہ سے بازار میں کیچڑ ہو رہا تھا۔ ایک لڑکا جا رہا تھا وہ پھسلنے لگا تو امام صاحب نے کہا کہ میاں خبردار پھسل نہ پڑنا لڑکے نے کہا کہ میرے پھسلنے کا تو کوئی ڈر نہیں آپ نہ پھسلیں کیونکہ آپ کے پھسلنے سے سب پھسل جائیں گے۔

اس بات کا امام ابو حنیفہ پر بہت بڑا اثر ہوا۔ اس لڑکے کی مراد جسمانی رنگ میں پھسلنا نہ تھا بلکہ مطلب یہ تھا کہ آپ چونکہ امام ہیں اگر کوئی غلطی یا کمزوری سرزد ہوئی تو وہ سب پر اثر انداز ہوگی اور آپ کی ٹھوکر لاکھوں کو تباہ کردے گی۔ حضرت ابو حنیفہ اسکو خوب یاد رکھتے تھے یہ بات اگرچہ ایک بچہ کے منہ سے نکلی مگر آپ نے اس سے فائدہ ہی اٹھایا ہے اور یہی مؤمن کی شان ہے۔

پس اچھی بات بعض وقت چھوٹے بچوں سے بھی سنی جاتی ہے اور مومن اسکو بھی قبول کرلیتا ہے اگر کوئی اور ہوتا تو اس بچہ کی بات کو سنکر ناراض ہو جاتا مگر وہ مومن تھے انھوں نے اس کو قبول کرلیا۔

اس نکتہ کو بھی ہاتھ سے جانے نہ دو۔

صداقت کے قبول کرنیکو تمہارے دل ہر وقت طیار رہیں

اور جو صداقت نہیں اسکو کبھی قبول نہ کرو۔ خواہ تم ہزار آدمی کے نرغہ میں پھنس جاؤ اور کوئی قوت و طاقت تمہیں باطل کے قبول کرنے پر مجبور نہ کرسکے اور نہ صداقت کے ترک کرنے پر۔ پس ایک میری یہ نصیحت ہے۔

دوسری نصیحت یہ ہے کہ یہاں سے جانے کے بعد ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہو کہ جب موقعہ ملے قادیان آؤ۔

جب انسان ایک چیز کا بار بار استعمال کرتا ہے تو اس سے ایک لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگرچہ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ انکے بار بار استعمال سے گھبرا بھی جاتا ہے جیسے ایک شخص ہر روز گوشت کھاتا ہے تو پھر دال یا سبزی کے کھانے کو جی چاہتا ہے یا دال کھاتا تو گوشت کو جی للچاتا ہے مگر یہ ہمیشہ اسوقت ہوتا ہے جب وہ ایک غیر حقیقی چیز کا بار بار استعمال کرے دیکھو سانس کے بار بار لینے سے نہیں گھبراتا بلکہ

یہ سانس اس کے لیئے مایہ حیات ہے

ایسا ہی دیکھنے اور سننے سے نہیں گھبراتا۔ اسلیئے کہ یہ حقیقی چیزیں ہیں۔ غیر حقیقی فائدہ کی باتوں سے گھبراتا ہے۔ اسی طرح قادیان کا آنا اور قادیان سے تعلق رکھنا ایک سانس کی طرح ہے اور حقیقی ضرورت ہے۔

یاد رکھو کہ یہ سلسلہ کا مرکز ہے یہاں ہمیشہ وہ لوگ آتے رہینگے جنکے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ ہو جنکو خلفاء کہتے ہیں اور وہ لوگ بھی ہوتے رہیں گے جو اس امام اور خلیفہ کے ساتھ بطور جوارح اور اعضاء کے کام کرتے رہیں گے اسلیئے یہاں آنا اور یہاں کے ساتھ تعلق رکھنا روحانیت کیلئے نہایت ضروری ہے۔ علاوہ ازیں بعض مقامات کی برکات ہوتی ہیں جنکے ساتھ خدا تعالیٰ فضل کردیتا ہے دیکھو جیسے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ ہے جو برکات ان مقامات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے رکھی ہیں وہ موجود ہیں خواہ وہاں کے رہنے والوں کی حالت میں کچھ بھی تغیر ہو گیا ہو۔ اسمیں شک نہیں کہ ماں باپ کے بھی حقوق ہوتے ہیں اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ماں باپ کے حقوق کی بڑی قدر کرو لیکن بعض حقوق ایسے ہوتے ہیں جو ان حقوق سے بھی بڑھ کر ہوتے ہیں پس نفس کی اصلاح اور خدا کے قرب و رضاء کے موقعہ کو ہاتھ سے دیدینا یہ کبھی پسندیدہ نہیں ماں باپ کے حقوق کی واقفیت اور شناخت بھی نفس کی اصلاح اور خدا کے رضاء کے حاصل کرنے کے شوق سے پیدا ہوتی ہے اور اسکے لیئے یہ ذریعہ ہے کہ یہاں بار بار آؤ

جن لڑکوں نے قادیان سے جانیکے بعد اس اصول کو ترک نہیں کیا انھوں نے بڑا فائدہ اٹھایا۔ چودھری فتح محمد صاحب بھی ہیں سے ایک ہیں جب وہ یہاں پاس کرکے چلے گئے تو انکا یہ معمول تھا کہ وہ ہر اتوار کو یہاں آجاتے تھے اور چونکہ اتنا خرچ تو بار بار برداشت نہیں ہوسکتا تھا اسلیئے پیدل آتے اور پیدل چلے جاتے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو انسے پوری واقفیت ہوگئی یہاں تک کہ وہ ایک اتوار کو نہ آسکے تو حضرت صاحب نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج اتوار ہے اور چودھری فتح محمد نہیں آئے؟

اس واقفیت سے دعاؤں کی تحریک ہوتی ہے اور تعلق بڑھتا ہے۔ اور کمزوریاں دور ہوتی ہیں۔ ایسا ہی مفتی محمد صادق اور مرزا ایوب بیگ مرحوم جو بڑے مخلص اور صادق نوجوان تھے یہ دونوں ہفتہ کی شام کو لاہور سے آجاتے اور اتوار کی شام کو چلے جاتے سالہا سال تک انکا یہی معمول رہا۔

غرض ہمیشہ کوشش کرو کہ تمہارا تعلق قادیان سے بڑھے اور ہر رخصت پر قادیان کا قصد رکھو۔

تیسری بات یہ یاد رکھو کہ جس جگہ سے تم نے فائدہ اٹھایا ہے اسکا خیال رہے یعنی اپنے سکول کے ساتھ ایک تعلق قائم رکھو اور اسکی بہتری اور ضرورتوں کے لیئے ہر ممکن کوشش کرو۔

ولایت میں اور دوسری جگہ ہم دیکھتے ہیں کہ جن سکولوں سے طالب علم نکلتے ہیں وہ اپنی آیندہ زندگی میں اس تعلیم گاہ کا خاص طور پر خیال رکھتے ہیں اور اپنے تعلق کو اس سے کم نہیں کرتے وہ مختلف قسم کی سوسائیٹیاں بناتے ہیں جن سے کبھی تو اس تعلیم گاہ کے غریب طلباء کو تعلیمی وظائف دیتے ہیں اور کبھی

اسکی بہتری اور اصلاح کے لیے مختلف تجاویز سوچتے ہیں غرض وہ اپنی زندگی میں اسکو بھولتے نہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے طالب علموں میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ تم اسکا خیال رکھو کہ جب تم کو خدا توفیق دے تو

اس سکول کو نہ بھولو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من لم یشکر الناس لا یشکر اللہ۔ سکول سے تم نے فائدہ اٹھایا ہے اور اسکا ایک مستقل چیز ہے۔ اگر سکول نہ ہوتا تو تم یہاں نہ آتے اور نہ قرآن سننے کا موقع ملتا اور دوسری نیکی کی باتیں سنتے اور سیکھتے جو یہاں رہ کر تم نے سیکھی ہیں۔ پس یہ تمہارا فرض ہے کہ یہاں سے جانیکے بعد طالب علمی اور اسکے بعد کی زندگی میں اپنے سکول کا خیال رکھو تاکہ

وہ ترقی کرے

یہ تین باتیں ہیں جنکی میں تم کو نصیحت کرتا ہوں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ اول دین کی باتوں کے قبول کرنے کے لیے اپنے نفس کو اثر پذیر بناؤ خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی سی بات ہو اور کسی کے منہ سے نکلے لیکن ساتھ ہی باطل کو قبول نہ کرنے اور صداقت کو ترک نہ کرنے کے لیئے اپنے آپ کو اتنا سخت بناؤ کہ مجلس میں اسکا اثر نہ ہو میں نے ایک لڑکے کو یہاں دیکھا کہ جب تک وہ یہاں تھا اس میں بڑا جوش تھا ٹریکٹ لکھتا تھا مگر ولایت جاکر دہریہ ہو کر آگیا۔ اس نے جلتے وقت خواجہ صاحب کا کوئی فوٹو دیکھا جس میں ان کی ڈاڑھی یہاں کی نسبت چھوٹی تھی۔ بڑے جوش سے ان سے کہا کہ یہ مبلغ اسلام ہے۔ مجھے اسکا اعتراض برا معلوم ہوا لیکن اسکی اپنی یہ حالت ہوئی کہ دیز تک جاتے جاتے ڈاڑھی منڈوا ڈالی۔ یہ طبیعت کی کمزوری کا نتیجہ ہے پس تم دین کی سیکھی ہوئی باتوں کو اپنے دل پر اسطرح سے نقش کرو کہ کوئی دوسرا اثر اب اسپر نہ پڑ سکے اور دین کے خلاف دل کو ایسا مضبوط اور سخت بناؤ کہ خواہ سارا جہان ایک طرف ہو تب بھی تم اپنے ایمان کے ساتھ اس میں سے ایسے نکل جاؤ جیسے کہتے ہیں مکھن میں سے بال نکل جاتا ہے۔

دوسری نصیحت یہ ہے کہ قادیان جو سلسلہ کا مرکز ہے اس سے اپنے تعلقات کو مضبوط رکھو اور اسکی یہی صورت ہے کہ جب کبھی موقعہ ملے تو یہاں آؤ۔

تیسری نصیحت یہ ہے کہ سکول کی ترقی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہو خواہ طالب علموں کی ترقی کی صورت میں ہو یا اسکی مادی اور مالی ترقی اور کیا اسکے انتظام میں دلچسپی لینا۔

انسان کی عادت ہے کہ وہ اپنے ہم جنسوں کی بات آسانی سے قبول کر لیتا ہے طالب علموں پر طالب علموں کا ایک اثر ہوتا ہے اگر پرانے طالب علم سکول کی بہتری کے لیئے کام کرتے رہیں اور دلچسپی لیتے رہیں تو وہ ایسا کام کر سکتے ہیں کہ ہم نہیں کر سکتے۔ پس ان تین باتوں کو جو بطور جڑ کے ہیں یاد رکھو۔

اس نصیحت کے بعد آپ نے ان طالب علموں کے لیئے دعا کی اور رخصت فرمایا۔

احباب بھی ان تمام طالب علموں کے لیئے جو امتحان انٹرنس میں گئے ہیں کامیابی کی دعا کریں +

درس قرآن مجید

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۴ مارچ ۱۹۲۳ء کو بعد نماز عصر حسب معمول درس قرآن شریف شروع فرمایا آج کے درس میں سورۃ لقمان کا دوسرا رکوع تھا۔ آپ نے قرآن مجید کی تلاوت کے بعد تفسیر سے پہلے ایک تمہیدی فرمائی۔ فرمایا یہ رکوع میری زندگی کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتا کہ سب سے پہلی تقریر جو میں نے عام مجلس میں کی ہے تو یہی رکوع تلاوت کر کے کی تھی۔ یہی مسجد تھی جس میں میری تقریر تھی یہ جگہ تو نہیں تھی جہاں میں اب کھڑا ہوں (درس کے وقت آپ حضرت مرزا غلام مرتضیٰ خان مرحوم اپنے دادا کے مزار کے چبوترہ کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں (ایڈیٹر) گر بالکل اس کے سامنے کا دروازہ ہے۔ (اصل پرانی مسجد کا تیسرا دروازہ۔ ایڈیٹر) وہاں کھڑے ہو کر تقریر کی تھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس زمانہ اور اس زمانہ کے علم میں بہت بڑا فرق سمجھتا ہوں۔ اگرچہ میں بہت سے افکار اور سلسلہ کے مختلف انتظاموں میں مصروفیت کی وجہ سے آواز میں اس قدر زور نہیں پاتا گو وہ اب بھی بلند ہے میں اس تقریر کو پڑھتا ہوں تو حیران ہو جاتا ہوں اسوقت کی عمر کے لحاظ سے (اسوقت آپ کی عمر ۱۷ سال کی تھی کیونکہ دسمبر ۱۹۰۶ء کے سالانہ جلسہ پر یہ تقریر ہوئی تھی ایڈیٹر) وہ تقریر اپنے مضمون کی حیثیت سے بہت بالا تھی۔ اگرچہ اسوقت بھی وہ باتیں میری زبان پر جاری ہوتیں تو بھی میں انکو خدا تعالیٰ کا فضل ہی یقین کرتا ہوں۔

ظاہری حالت یہ تھی کہ میری عمر ۱۷ سال کی تھی چاروں طرف لوگ کثرت سے موجود تھے اور ہر طبقہ کے لوگ تھے سالانہ جلسہ کا موقع تھا۔ اس ہجوم میں میری یہ حالت تھی کہ گھبراہٹ کی وجہ سے مجھے کسی کا چہرہ بھی نظر نہ آتا تھا۔ ایک طرف اپنی کم عمری کو دیکھتا تھا اور نا تجربہ کاری الگ تھی حضرت خلیفہ اوّل جو میرے اُستاد تھے وہ موجود تھے اور اُستاد کے سامنے بولنے کے موقعہ پر گھبراہٹ ہوتی ہے اور جماعت کے تمام بڑے بڑے آدمی موجود تھے۔ ان تمام امور کی وجہ سے مجھے ایسی گھبراہٹ تھی کہ کسی کا چہرہ نظر نہ آتا تھا جب میں تقریر کر کے بیٹھا تو حضرت خلیفۃ المسیح نے مبارک باد دی۔

غرض اس رکوع کو میری زندگی کے ساتھ ایک خاص نسبت ہے یہی وہ رکوع ہے جس نے میری زندگی میں ایک بیج کا کام دیا۔ کیونکہ اسکے بعد اسلام کی تائید میں تقریریں کرنیکے بہت سے موقعے ملے۔ وہ تو اسوقت کا علم تھا اور اب جو علم مجھے ملا ہے اسکے لحاظ سے میں کہتا ہوں کہ

اس رکوع کو میری ذات سے خاص تعلق ہے

یاد رکھو کہ قرآن کریم قصوں کی کتاب نہیں وہ قصے بیان نہیں کرتا اور نہ واقعات کو تاریخ کے طور پر بیان کرتا ہے اور نہ اسکا یہ مقصد ہے کہ تاریخی واقعات کو بیان کرے وہ تو خدا تعالیٰ تک پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے خدا اور انسان کے درمیان وہ ایک راستہ کا کام دیتا ہے جس پر چل کر انسان خدا کو پا لیتا ہے اور کوئی راستہ دوسرا نہیں پھر قصوں کے بیان کرنے کا کیا مقصد اور تعلق ہو سکتا ہے میں تو یہی ایمان رکھتا ہوں کہ قرآن مجید میں ایک بھی قصہ نہیں وہ آیندہ واقعات کی پیشگوئیاں ہیں مثلاً یوسفؑ کا واقعہ بیان ہوا ہے تو اسلیئے نہیں کہ یوسفؑ حضرت یعقوب کے بیٹے اور نبی تھے بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ اسکے بیان سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ایک یوسفؑ کی خبر دی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اسکے بھائی اس کے وطن سے نکال دینگے اور پھر آخر وہ ایک فاتح کی اس ملک میں داخل ہوگا اور ان مجرموں کو معاف کرے گا۔ اسطرح گویا یعقوب کے بیٹے یوسف کا ذکر نہ تھا بلکہ عبداللہ کے بیٹے یوسفؑ کا ذکر تھا جسکا نام دادا اور ماں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا تھا۔ غرض قرآن مجید کا ان میں آیندہ کے واقعات کا ذکر کرتا ہے۔

اسی طرح یہاں ایک لقمانؑ کا ذکر ہے اور یہ لقمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں جو شخص ذرا بھی عقل اور تدبر سے کام لے گا اور سباق سیاق کو دیکھے گا اور ان آیات کے مضامین کو دیکھے گا تو اس اقرار کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ لقمان حضرت مسیح موعود ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جو ترقیات ہوئیں اگرچہ کامل روحانیت اور آپ کی قوت قدسی کا نتیجہ ہیں مگر ان کے ساتھ ظاہری اسباب بھی تھے اور حضرت مسیح موعودؑ جو آپ ہی کی قوت قدسی کا ایک مظہر کامل ہیں اور جو آپ ہی کے خادم اور غلام ہیں ان کے عہد کی ترقیات محض روحانیت سے ہوئی ہیں۔

اور چونکہ لقمان کے ایک بیٹے کا بھی ذکر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی جسمانی بیٹا زندہ نہ رہا جو آپ کے بعد جانشین ہوتا لیکن مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک بیٹا ہے جو آپ کا جانشین ہوا۔

اور کئی مشکلات آئیں اور مصائب پیدا کیئے گئے مگر خدا تعالیٰ اسکو کامیاب کرتا تھا اسکی کامیابیوں کے گُر بتائے ہیں اور کامیابی کی آخری حالت تک کا نقشہ کھینچا ہے۔

اس تمہید کے بعد آپ نے اس رکوع کی مختصر تفسیر فرمائی۔ چونکہ اس تفسیر سے اعتبار اور ترقی علم کے ذوق کے لیئے ضروری ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی وہ تقریر درج ہو جاوے اسلیئے میں آج کی اشاعت میں ۱۹۰۶ء کے جلسہ کی تقریر درج کرتا ہوں جو الحکم نمبرہ جلد ۱۲ میں شائع ہوئی ہے اور اس تقریر سے پہلے الحکم صاحب کا وہ نوٹ درج کرتا ہوں جو انہوں نے ۱۹۰۶ء سالانہ جلسہ کی رپوٹ کے مضمون میں اس تقریر پر لکھا تھا۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ اسوقت ہم کیا عقائد رکھتے تھے۔ (ایڈیٹر)

تقریر محمود

بُرج نبوۃ کا روشن ستارہ

دُرج رسالت کا درخشندہ گوہر محمودؓ سلسلہ اب الودود دسترخوان پر تقریر کرنیکے لیئے کھڑا ہوا۔

میں ان کی تقریر ایک خاص توجہ سے سن رہا۔ کیا بتاؤں فصاحت کا

ایک سیلاب تھا جو اپنے پورے زور سے بہہ رہا تھا۔
واقعی اتنی چھوٹی سی عمر میں خیالات کی پختگی اعجاز سے کم نہیں۔ میرے خیال میں یہ بھی حضور علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے اور اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ بحیثیت آپ کی تربیت کا جوہر کس درجہ کمال پر پہنچا ہوا ہے۔

آپ نے سورۂ لقمان کی وہ آیات پڑھیں جس میں حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ شرک سے پرہیز کر۔ فرمایا کہ یہی شرک تمام گناہوں کی جڑ ہے اگر اس سے کنارہ کشی ہو تو پھر انسان نجات یافتہ ہو سکتا ہے۔

آدمی جو عدول حکمی کرتا ہے اسمیں ایک نوع شرک کی پوشیدہ ہے پس اس سے بچو۔ پھر آپ نے روحانی کمالات پر عجیب طرز سے بحث کی۔ اور بتایا کہ انسان جب نماز کو قائم کر لیتا ہے اور شرک سے کلی مجتنب ہو جاتا ہے تو اسے مامور کیا جاتا ہے اور وہ لوگوں کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتا ہے۔ اسوقت اسکی نہایت مخالفت کی جاتی ہے مگر ارشاد ہوتا ہے کہ صبر و استقامت سے کام لے کیونکہ اولوالعزموں کے یہی کام ہیں۔ پھر صبر کے بعد ایک ایسا زمانہ آتا ہے جبکہ خلایق کا رجوع اسکی طرف ہوتا ہے تو ایسی حالت میں یہ حکم دیا گیا کہ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ جیسا کہ ہمارے حضرت کو بھی الہام ہو چکا ہے اپنی اژدحام و انبوہ خلائق سے گھبرا و نہیں اور نہ بدخُلقی اختیار کرو۔ اور پھر اس ترقی پر نازاں بھی نہ ہو کہ یہ سب خدا کے فضل سے ہے اور کسی پر بلند آواز بھی نہ نکالے کہ مبادا کسی کی دل شکنی ہو بلکہ ہر امر میں میانہ رو رہے۔ غرضکہ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ الآیہ کی عجیب بےمثل تفسیر کی۔ (اکمل)

شرک اور اُس کی بیخ کنی

تقریر صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب بتقریب جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۰۶ء

اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ڼ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُــوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝

اسوقت میں آپ لوگوں کے سامنے شرک پر کچھ بولنا چاہتا ہوں شرک ایسی بلا ہے جو بنی نوع انسان کے ساتھ شروع زمانہ سے آجتک لگی ہوئی ہے نہ اس نے انسان کا پیچھا چھوڑا اور نہ انسان نے اسکا۔ ہر ایک زمانہ میں ایسے لوگ خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتے رہے ہیں جو شرک کو پامال کریں اور توحید کو دنیا میں پھیلائیں لیکن انسان جسکو ایک حد تک خدا تعالیٰ نے آزادی دی ہے آجتک اس مرض کو اپنے دل میں چھپاتا رہا ہے گو بہتوں نے ہدایت پائی اور شہداء اور صادقین کا مرتبہ پایا مگر پھر بھی دنیا میں ایک بڑی تعداد ایسی رہی ہے جنھوں نے شرک کو نہیں چھوڑا اور جب خدا تعالیٰ ایک قوم کی طرف نبی کو بھیجکر اسکی اصلاح کرتا ہے اور وہ ایک مدت کے بعد جب ان تمام انعامات الٰہیہ کو جو انپر وقتاً فوقتاً ہوتے ہیں اپنی کوششوں اور سعیوں پر محمول کر کے خدا تعالیٰ سے روگردانی کرتے ہیں تو اسوقت جو پہلی برائی اُنکے دل میں پیدا ہوتی ہے وہ شرک ہے۔ اسی واسطے جو نبی دنیا کی اصلاح کے لیئے آتا ہے اسکو سب سے پہلے شرک کا ہی مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور شیطان کا سب سے بڑا حملہ جو انسان پر ہوتا ہے وہ شرک ہی ہے خدا تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن شریف سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ دوسرے گناہوں کو اگر چاہے تو بخش دیگا مگر شرک کو نہیں اور درحقیقت انسان کی کیسی کمزوری اور شرارت ہے کہ وہ خدا جسنے ہمارے لیئے طرح طرح کے آسایش کے سامان پیدا کیئے ہیں اُس سے روگردانی کریں جیسا کہ زمین پیدا کی ہے تاکہ ہم اُسپر چلیں پھریں۔ محنت کریں۔ کوشش کریں اور بڑے بڑے مرتبے پائیں۔ پھر اُس زمین میں مختلف قسم کی تاثیریں رکھی ہیں وہی زمین ہوتی ہے کہ ہم اس میں گیہوں کا دانہ ڈالتے ہیں اور کچھ دنوں کے معدوم ہو جانیکے بعد وہ دانہ تھوڑا سا باہر نکلتا ہے پھر مختلف زمانوں اور ہواؤں میں سے گزر کر وہ ایک عرصہ کے بعد اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس میں اسی قسم کے سینکڑوں دانے اندر نکل آتے ہیں اور انسان کی غذا کا سامان کرتے ہیں پھر اُسی زمین میں کئی کا دانہ ڈالتے ہیں اور وہ اسی زمین کی تاثیر سے اپنے مطابق اثر حاصل کر کے بڑھتا اور آخر انسان کی غذا کے کام آتا ہے اور مختلف فوائد زمین میں رکھے گئے ہیں جو ہماری زندگی اور آرام اور آسایش کے محافظ ہوتے ہیں۔ پھر پرند چرند بنا دیئے ہیں جنسے سینکڑوں فوائد روزانہ اُٹھاتے ہیں اسی طرح اربعہ عناصر۔ پس ذرہ بھی شرک کا دل میں رکھنا ایسا خوفناک امر ہے اور ایسی بےحیائی ہے اگر خدا تعالیٰ رحیم و کریم نہ ہوتا تو قریب تھا کہ انسان ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک ایسے عذاب میں ڈالا جاتا جس سے کبھی نجات نہ ہوتی مگر یہ اسکی رحمانیت ہی جو انسان کو ہلاکت سے بچائی جاتی ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں یہ شیطان سرکش کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ شیطان جس نے یہ کہا ہے کہ میں تیرے بندوں میں ایک مقرر حصہ لوں گا یعنی اپنے لیئے مخصوص کر لوں گا جو کہ تجھ سے غافل ہوں گے میں تیرے بندوں پر شرک کا حربہ چلاؤں گا ان سے آگے سے حملہ کرونگا اور پیچھے سے حملہ کروں گا غرضکہ دائیں طرف سے بائیں طرف میں ہر حربہ چلا جاؤں گا۔ میں انکو گمراہ کروں گا۔ انکو لالچ دوں گا اور انکو حکم کروں گا پس وہ جانوروں کے کان کاٹ کر خدا کی مخلوق کو دوسروں کے لیئے مخصوص کرینگے پس جس نے کہ شیطان کو دوست قرار دیا ہے یعنی شرک کیا اسکا یہی حملہ ہے پس وہ بڑے ہی ٹوٹے اور خسارہ میں ہے۔ بہرحال خدا فرماتا ہے کہ شیطان کا وعدہ جھوٹا صرف ایک دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اس مقام پر خدا تعالیٰ نے مشرک کے حق میں فرمایا ہے کہ وہ بخشا نہیں جائے گا وہ شیطان کا تابعدار ہے اور یہ کہ وہ کبھی کامیاب نہ ہوگا پہلی دو باتیں تو ایسی ہیں کہ ان میں مشرک ہمارا مقابلہ کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ ہم بھی بخشے جائیں گے اور ہم شیطان کے تابعدار نہیں ہیں مگر تیسری بات خدا نے ایسی فرما دی ہے کہ جس سے پہلی دو باتیں بھی تصدیق ہو جاتی ہیں یعنی مشرک کامیاب نہ ہوں گے سو حضرت آدم سے لیکر آجتک دیکھلو کہ کیا مشرک کبھی بھی کسی نبی کے مقابلہ میں کامیاب ہوئے حضرت نوح۔ ہود۔ صالح۔ شعیب۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ اور سب سے آخر میں اور سب سے بڑھ کر حضرت نبی کریم تھے کہ جنکو شرک سے مقابلہ کرنا پڑا مگر نتیجہ کیا ہوا۔ کیا ان مشرکوں کا کوئی نام لیوا ہے کوئی نہیں جو کہے کہ میں فرعون یا ابوجہل کی اولاد میں سے ہوں ان لوگوں کی اولاد اپنے آپ کو چھپاتی ہے اور اپنے آباؤ اجداد کے اور نام بتلاتی ہے یہ کیوں؟ اسلیئے کہ ان کی اولاد بھی انکو برا کہتی ہے اور اسکو پسند نہیں کرتی کہ ان کو ان مشرکوں کے ساتھ منسوب کیا جاوے پس یہ بدیہی ثبوت ہے جو خدا تعالیٰ اس بات کے ثبوت کے لیئے پیش کرتا ہے کہ یہ لوگ شیطان کے مرید نہ بخشے جانے والے ہیں غرض یہ مشرک ایسا پوشیدہ مرض ہے جیسا کہ مریض کو تپ دق جو رفتہ رفتہ انسان کو ہلاک کر کے ہی چھوڑتی ہے یا ایک درخت کو کیڑا کہ ایک مدت کے بعد ایک بڑے عالی شان کو گرا کر زمین کے برابر کر دیتا ہے پس اس سے بچنے کیلئے انسان کو کامل تقوی اور پرہیزگاری کی ضرورت ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ ہر وقت اپنی نظروں کے سامنے خدا تعالیٰ کی صفات کو رکھے تاکہ ہر گھڑی اُسکا دل خدا کی طرف جھکا رہے اور خدا بھی اُسپر اپنا سایہ ڈالے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اوپر کی طرف اُس نے شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھی ہے پس انسان کو چاہیئے کہ وہ دوڑ خدا کے سایہ کے نیچے کیونکہ جو اُس کے سایہ کے نیچے آجاتا ہے وہ شیطان کے حملوں سے بالکل محفوظ ہو جاتا ہے گو شیطان کتنا ہی زور خرچ کرے اور کسی طرح اس مرد صالح کو پھسلائے مگر خدا تعالیٰ کی قہروالی نظر اسکو جلا دیتی ہے اور اسکو مجال اور طاقت نہیں ہوتی کہ پھر اس انسان کی طرف نظر بد سے دیکھ بھی سکے اور اگر بجائے اسکے ہم سستی کریں اور غفلت کو کام میں لادیں تو ہمکو ایکدم کی بھی فرصت نہیں ملتی کہ ہم اپنے آپکو اس جنگ کے لیئے تیار کریں جو کہ یک لخت ہمکو شیطان سے پیش آتا ہے ایسی حالت میں وہ ہمارے ایمان کو اُچک لیجاتا ہے اور ہمکو تہیدست چھوڑ جاتا ہے۔ ہم بکریوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی کمزور اور شیطان ایک طاقتور بھیڑیا ہے۔ پس جبتک ہم خدا کہ جو کہ ہمارا نگہبان ہے اسکے سامنے ہیں تب تک تو شیطان کے خونخوار حملے سے محفوظ ہیں مگر جب ذرا سی غفلت کی وجہ سے ہم اسکی نظروں سے

ابوجہل ہوئے تو شیطان نے ہمکو ایک ہی حملہ میں مغلوب کر لیا خدا کی نظروں سے غائب ہونیکے یہ معنے نہیں کہ کبھی ایسا بھی موقع آجاتا ہے کہ خدا ہمکو نہیں دیکھتا نہیں بلکہ وہ تو بصیر ہے بیری اس سے یہ مراد ہے کہ جب ہم اسکی خاص نظر رحم کو اپنی کسی بدکرداری کی وجہ سے دور کردیں اور اسلیئے ہمکو چاہیئے کہ ہر وقت خدا تعالیٰ کے زیادہ اور زیادہ قریب ہونیکی کوشش کریں اور اسکے لئے وہ ہم سے وعدہ کرتا ہے کہ جب ایک قدم تم میری طرف آؤگے تو میں دو قدم تمھاری طرف آؤں گا۔ اگر تم میری طرف تیز چلکر آؤگے تو میں دوڑ کر آؤں گا۔ پس جبتک کہ ہم خدا تعالیٰ کی طرف تیز قدموں سے بلکہ دوڑ کر نہ جاینگے۔ ہماری ایسی حالت ہے جیسا کہ ایک بندھی ہوئی بکری بھیڑیئے کے سامنے ہے نہ معلوم کب بھیڑیا ایک ہی حملہ سے اُچک کر لیجاوے گا پس ہر کام کے کرتے ہوئے اور ہر لفظ کے بولتے ہوئے شرک کا دھیان کرو تاکہ ایسا نہ ہو کہ خدا تعالیٰ سے دور اور شیطان کے شکار ہو جاؤ۔ اس وقت ممکن ہے کہ بعض لوگوں کے دلمیں یہ خیال پیدا ہو کہ میں نے شرک کا اسطرح بیان کیا ہے کہ گویا کہ دنیا میں اور کوئی گناہ ہی نہیں لیکن نہیں میرا مطلب یہ نہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ شرک ہی سے دوسرے گناہ بھی پیدا ہوتے ہیں جب ایک انسان شرک سے بالکل پاک ہو تو کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی گناہ کرے۔ کیونکہ جب وہ کوئی برائی نہیں کر سکتا۔ چور جب چوری کو جاتا ہے اگر اسکو یہ ایمان ہو کہ ایک خدا ہے جو کہ دیکھتا ہے اور گناہ کی سزا دیتا ہے تو پھر وہ چوری نہیں کر سکتا۔

اسیطرح دوسرے گناہ کرنیوالے اگر بجائے مخلوق الٰہی سے ڈرنیکے خود خالق سے بھی ڈریں تو وہ ان تمام فریبوں اور گندگیوں کو چھوڑ دیں جو بصورت دیگر ان کے دلوں میں جاگزیں ہوتے ہیں پس جو شرک کو چھوڑتا ہے وہ کبھی گناہ نہیں کر سکتا جبتک کہ اسکو علم ہو اور بے علمی کی خطا کو تو خدا بھی نہیں پکڑتا اسلیئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ یعنی جو کوئی کامل طور سے شرک کو چھوڑ دے وہ جنت میں داخل ہوگا کیونکہ جب وہ شرک سے پاک ہو جائے گا اور حقیقی طور سے خدا کو واحد اور اسکی صفات کو برحق مان لے گا تو وہ اور کوئی گناہ کریگا ہی نہیں اور اسکا لازمی نتیجہ ہوگا کہ وہ انعامات الٰہیہ کا مورد ہو۔ ایسے آدمی کا چلنا پھرنا اور کھانا اور پینا سب خدا ہی کے لیئے ہوتا ہے یعنی جب وہ بولتا ہے تو خدا کے لیئے بولتا ہے۔ سنتا ہے تو خدا کے لیئے سنتا ہے کھاتا ہے تو خدا کیلئے کھاتا اور پیتا ہے تو خدا کے لیئے۔ اسوقت شیطان بھی اسکے قریب نہیں جاتا گویا کہ ایسے آدمی کا شیطان بھی مسلمان ہو جاتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا شیطان بھی مسلمان ہو گیا ہے پس جب انسان اسی حد تک اپنے دل کو پاک و صاف کر لیتا ہے تو وہ خدا کا اور خدا اسکا ہو جاتا ہے ایسے ہی شخص کے لیئے خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ اس موقعہ پر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نفس مطمئنہ میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ پس کیا دوسرے لوگ خدا تعالیٰ کی مخلوق نہیں ہیں وہ ہیں مگر اسجگہ خدا تعالیٰ ایک استعارہ بیان فرماتا ہے کہ بندہ تو وہ ہے جو اپنے آپکو بندہ ہونیکے لائق بنا لیوے جو طرح طرح کے شرکوں اور مختلف قسم کی دلدلوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور انکا نفس امارہ ہے تو کیونکر وہ میرے بندے ہو سکتے ہیں۔ بندہ کا تو فرض ہے کہ خالص اپنے آقا کے بنے ہو جائیں مگر جب ایک آدمی خدا کے علاوہ اوروں کی پرستش کرتا ہے انسے بھی نفع اور ضرر کی ویسی ہی امید رکھتا ہے جیسی کہ خدا سے تو کیونکر وہ اپنے آپکو خدا تعالیٰ کا بندہ کہہ سکتا ہے اور اصل بندہ تو وہ ہے جو نفس مطمئنہ رکھتا ہے اور اسکا قلب خدا تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہراتا جو ایک خدا کو جو متصف ہے تمام نیک صفات سے اپنے لیئے کافی سمجھتا ہے اور جو عبودیت اور خالص بندگی سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کا ہونیکے لائق بنا دیتا ہے پس اسجگہ عبادی کے معنے اُس بندہ کے ہیں جو خدا کا بندہ ہونیکے قابل ہے مثال کے لیئے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُس خدا کے پیدا کیئے ہوئے تھے اور ابوجہل بھی مگر ابوجہل نے اپنی شرارت فسق و فجور اور شرک سے اپنے آپکو خدا کا بندہ ثابت نہ کیا بلکہ بتوں کا بندہ ثابت کیا اور انہیں کی طرفداری میں اپنی جان تک قربان کی مگر آنحضرت نے اپنے آپ کو خدا کیلیئے ہی کر دیا۔ شرک سے بکلی پرہیز کیا اور اپنی عبادۃ اور قربانیاں سب خدا کے لیئے ہی مخصوص رکھیں اور اپنے آپ کو خدا کا بندہ ثابت کیا۔ پس خود مقابلہ کر کے دیکھلو کہ اسکا انجام کیا ہوا۔ اور اُسکا کیا ابوجہل تو بدر کے میدان میں قتل کیا گیا اور ایک کنویں میں اُسکی لاش پھینکی گئی اور اسکے مرتے وقت کی خواہش بھی پوری نہ ہوئی یعنی اس نے کہا تھا کہ میری گردن ذرا لمبی کر کے کاٹنا کیونکہ عرب کے معززین کی نشانی یہی ہوتی تھی مگر کاٹنے والے نے اسکی گردن کے پاس سے کاٹا مگر ثابت کیا کہ شیطان کے دوست کبھی کامیاب نہیں ہوتے اور اسی وقت دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ فتح نصیب ہوئی کہ وہ خدا تعالیٰ کی جنت کے وارث نہ صرف عقبیٰ میں بلکہ اس دنیا میں بھی ثابت ہوئے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ پس وہ انسان جو خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنا چاہے وہ شرک کو چھوڑ دے کیونکہ خدا کو شرک پسند نہیں۔ اب میں یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ شرک دو قسم پر مشتمل ہے۔ ایک شرک جلی اور ایک شرک خفی۔ شرک جلی وہ جو کھلا کھلا شرک ہے یعنی بتوں وغیرہ کا شرک یا انسان پرستی۔ قبر پرستی۔ چاند اور سورج پرستی وغیرہ وغیرہ ایسے شرک کرنیوالے تو اسکا اقرار بھی کرتے ہیں کہ وہ ایسا کرتے ہیں مگر اچھا سمجھ کر اور ایسا شرک اکثر دور بھی ہو جاتا ہے مگر زیادہ خوف کے قابل اور انسان کا دشمن شرک خفی ہے یعنی چھپا شرک ایسا شخص مانتا ہے کہ خدا ایک ہے اور پھر شرک کا مشرک ہی ہے وہ بتوں کی اور دوسری چیزوں کی پرستش کو بھی برا سمجھتا ہے مگر پھر بھی شرک کے مرض میں گرفتار ہے۔ وہ ایسا ہی جیسا کہ ایک مریض سخت مرض میں گرفتار ہے اور پھر بھی علاج کرانے سے گریز کرتا ہے حکیم اس دوا کو دیتا ہے اور وہ حکیم کی عقل پر ہنستا ہے کہ میں تو اچھا بھلا ہوں مگر افسوس کہ اگر اسکو چشم بصیرت ہو تو سمجھے کہ میں حکیم پر ہنستا ہوں حالانکہ میری حالت ایسی ہے کہ اسپر رویا جائے پس ایسے شرک سے بچنے کیلئے سوائے اسکے کوئی علاج نہیں کہ خدا پر ہی کامل بھروسہ رکھا جاوے۔ اور خشوع اور خضوع سے دعا کی جاوے کہ یا الٰہی ہمکو اس مہلک مرض سے بچا یہ شرک مختلف شکلوں کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک شخص جو اپنے حاکم کے ڈر سے اپنی عبادۃ کے وقت میں تساہل بیجا کرتا ہے یا خیال کرتا ہے کہ یہ حاکم اگر مجھکو اس نوکری سے الگ کر دے تو میرا اور کوئی چارہ نہیں اور میں سخت مصیبت میں گرفتار ہو جاؤنگا یا یہ کہ اگر فلاں شخص میری مدد نہ کریگا تو میرا کام نہیں بنیگا تو وہ شرک کرتا ہے اور گویا کہ خدا سے بڑھکر اپنے حاکم سے ڈرتا ہے یا خدا کی مدد سے بڑھکر کسی اور کی مدد پر بھروسہ کرتا ہے۔ پھر دوستی کے رنگ میں ہوتا ہے بعض دفعہ انسان کسی دوست کے خوش کرنیکے لیئے کوئی ایسی حرکت کر بیٹھتا ہے جو شریعت کے خلاف ہو اور نہیں سمجھتا کہ خدا کو خوش کرنا مجھپر زیادہ واجب ہے بہ نسبت اس دوست کے پس وہ شرک کرتا ہے اور پھر اولاد اور مال پر بعض دفعہ ایک انسان اتنا بھروسہ کر لیتا ہے یا اتنی محبت کر لیتا ہے کہ وہ شرک کے درجہ پر پہنچ جاتی ہے پس ایسے شرک سے بچنے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے خدا سے دعائیں کرو اور خود کوشش کرو کیونکہ جو اسکا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے وہ ناکام واپس نہیں آتا۔ جو اسکو پکارتا ہے اسکی سنی جاتی ہے دیکھو آجکل کا زمانہ ایسا خوفناک ہے کہ خیال کرنے سے ڈر معلوم ہوتا ہے اور ویسا ہی بلکہ بڑھکر بابرکت ہے کہ سوچنے سے خوشی حاصل ہوتی ہے یہ وہ وقت ہے کہ خدا کا چہرہ سرخ ہو رہا ہے اور قریب ہے کہ وہ دنیا کو ہلاک کر دے مگر ساتھ ہی وہ اسوقت خزانے کھول کر بیٹھا ہے تا کہ جو سوال کرے وہ اپنے سوال سے بڑھکر پاوے۔ اس زمانہ کی نسبت ہر قوم اور ہر مذہب میں پیشگوئیاں ہیں کہ اسمیں خدا کے مامور کی اور شیطان کی آخری جنگ ہوگی یہانتک کہ پارسیوں میں بھی پیشگوئی ہے کہ آخری زمانہ میں جسکی فلاں فلاں نشانیاں ہونگی اہرمن (یعنی شیطان) اور یزدان (خدا والے یزدانی لوگ) کی آخری جنگ ہوگی اور شیطان بالکل قتل کر ڈالا جائیگا پس یہ زمانہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ لوگوں نے مال و زر کو اپنا معبود بنایا ہوا ہے اور گویا کہ خدا کا شریک ٹھہرایا ہے یہ وقت تھا کہ خدا اپنے بندوں کی مدد کرتا کیونکہ وہ رحیم کریم ہے اور اسنے ایسا ہی کیا ہے اور جیسا کہ نبیوں کے ذریعہ سے خبر دی تھی اسوقت وہ شخص مامور ہے جس کے لیئے مقدر ہے کہ وہ شیطان کے حربہ کو توڑ دے یعنی شرک کو دور کرے ہاں دنیا دیکھ لیگی کہ شرک کسطرح تباہ ہوگا اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے دلوں سے بھی شرک کو دور کریں اور دوسروں کو بھی بچانیکی کوشش کریں اور ہر وقت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود مہدی معہود کا ہاتھ بٹانیکے لیئے طیار رہیں جنکو خدا نے یہ کام سپرد کیا ہے اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ مشرک لوگ ناک کے بل گرائے جائیں گے۔ دنیا کو شرک چھوڑنا پڑیگا خواہ وہ اپنی مرضی سے چھوڑے یا کوڑ کر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ مذہب عیسوی جو شرک میں حد سے بڑھا ہوا ہے اور جسنے ہزاروں لاکھوں آدمیوں کو روپیہ اور مال کے زور سے اپنے دین میں شامل کر لیا ہے اب اسکے زوال کا وقت آگیا ہے تم اسکے مال و زر کو دیکھکر حیران مت ہو کیونکہ اسوقت کہ جبتک اس کا نام و نشان تھا خدا تعالیٰ نے سورہ زخرف میں ارشاد فرمایا تھا کہ اگر مجھکو اسبات کا خیال نہ ہوتا کہ دنیا اسکو دیکھکر ہلاک ہو جائیگی تو میں رحمٰن کے منکروں یعنی عیسائیوں کو اسقدر مال دیتا کہ سونے چاندی کی چھتیں اور سیڑھیاں بناتے پس کچھ شک نہیں یہ قرآن شریف کی پیشگوئی پوری ہوئی ہے مگر اب وہ وقت ہے کہ عیسائیت کا بلند اور مضبوط منار گرا دیا جاوے۔ یہ مذہب عیسوی کا قلعہ جسکی دیواریں لوہے کی تھیں اب گرنیکو ہے کیونکہ اسکو زنگ لگ گیا ہے اور اب وہ ایسا ہو رہا ہے کہ ایک ہی حربہ سے ٹوٹ جاوے جیسا کہ قاعدہ ہے کہ باران رحمت کے وقت لوہے کو زنگ لگجاتا ہے اور وہ کمزور اور بودہ ہو جاتا ہے پس جبکہ روحانی باران رحمت کے وقت لوہے کو زنگ لگ گیا۔ اب عیسائی سلطنتیں خود بخود اسلام کی طرف رجوع کرینگی اور وہ یورپ جو عیسائیت کا گھر تھا اسلام کا مرکز ہوگا عیسائیوں میں خود بخود شرک کے برخلاف خیال پیدا ہو گئے ہیں یہانتک کہ بہت سے حضرات عیسیٰ کے خدا ہونیکے منکر ہو گئے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو نعوذ باللہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ولد الزنا تھے۔ پس زمانہ خود بخود شرک کو چھوڑنے والا ہے اور قریب ہے کہ خدا اپنا جلال ظاہر کرے یہ احمدی جماعت جو اسوقت مورد انعامات الٰہیہ ہے اور اسوقت بہت ہی کمزور حالت میں ہے لیکن آئندہ اللہ کر

کہ تمام دنیا میں پھیل جاوے گی خدا ہمارے امام کو فرماتا ہے اور وعدہ دیتا ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور اسوقت جو ایک کمزوری کی حالت ہو یہ ہماری اپنی کمزوریوں کی وجہ سے ہے۔ ہم اسوقت یتیم کی طرح ہیں جنکو تمام دنیا نے چھوڑ دیا ہے۔ ایک یتیم تو وہ ہوتا ہے جسکا صرف باپ ہی مرجاتا ہے مگر ہم سب سے سب دنیا نے قطع تعلق کر لیا اگر ترقی چاہتے ہو تو یکدل ہو کر دعائیں مانگو کیونکہ خدا وحدت کو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ خدا واحد ہے پس جبکہ ایک یتیم کی آواز عرش عظیم کو ہلا دیتی ہے تو کیا چار لاکھ یتیموں کی آواز کچھ بھی اثر نہ کریگی۔ شرک کو دور کرو تمہارے کام ٹھیک ہو جاوینگے۔ اب میں آپ لوگوں کے سامنے اس رکوع کا مجمل طور سے بیان کرتا ہوں جو کہ میں نے تقریر کے شروع میں پڑھا تھا یعنی سورۃ لقمان کا دوسرا رکوع اسجگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ۔ یعنی میں نے لقمان کو حکمت بخشی تاکہ شکر کرے اللہ کا اور جو شکر کرتا ہے پس وہ اپنے نفس کے لئے کرتا ہی اور جو کفر کرتا ہے پس اللہ تو بے پرواہ ہے اور تعریف والا ہے۔ اسجگہ خدا تعالیٰ ظاہر کرتا ہے کہ میں نے لقمان کو حکمت دی اور دنیا تو پہلے ہی لقمان کو عقلمند بتاتی ہے بلکہ میں نے بھی اسکو حکمت دی ہے اور میں بھی اسکو حکمت والا اقرار دیتا ہوں اب دیکھنا چاہیئے کہ دنیا میں کونسا انسان تابعداری کرانیکے قابل ہوتا ہے وہی جو عقلمند ہو اور جو کہ بیوقوف اور جاہل مطلق ہو وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اسکی فرمانبرداری کی جائے۔ پس اسجگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لقمان تو دنیاوی خیال کے بموجب اور دینی لوگوں کے ایمان کے مطابق ایک حکمت والا آدمی تھا پس ایسے آدمی کی بات تو بڑی وزن دار ہے اور چاہیئے کہ دنیا اسکو قبول کرے کیونکہ ہو اچھا اہل الرائے۔ اب جو بات کہ لقمان کہتا وہ آگے بیان ہوگی۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حکمت کا نتیجہ ہونا چاہیئے کہ خدا کا شکر کیا جاوے تاکہ وہ اسپر پہلے انعامات سے بھی بڑھ کر اسپر انعامات کرے اور جو شکر کرے وہ انسان کی اپنی جان کیلئے بھی مفید ہوتا ہے کیونکہ انسان کے شکر کرنے سے خدا تعالیٰ کا تو کچھ بڑھ نہیں جاویگا۔ خدا تعالیٰ کی صفات میں شکر کرنے سے کوئی ترقی ہوگی بلکہ اس شکر کرنے والے کو فائدہ پہنچیگا۔ پس جو اپنے جدامجد کے ہوتے ہوئے کفر کریگا تو خدا تعالیٰ کو اسکی پرواہ ہی کیا اور اسکے کفر سے خدا میں کسی قسم کی کمی واقع ہو جاویگی اور اسطرح وہ شخص اپنا ہی نقصان کریگا۔ دیکھو آدم کے زمانہ سے لیکر جنہوں نے شکر کیا وہ بڑھے اور پھولے اور پھلے مگر جنہوں نے کفر کیا وہ ہمیشہ تباہ ہی ہوئے نوح علیہ السلام اور ایسا ہی لوط علیہ السلام نے شکر کیا وہ ترقی پا گئے خدا کے مقبول ہوئے انکی قوم نے کفر کیا وہ تباہ ہو گئی۔ حضرت نوح سے خدا تعالیٰ نے عذاب کے وقت وعدہ کیا تھا کہ جو تیرے تعلق والے ہیں انکو بچاؤں گا جب طوفان آیا تو ایک بیٹا لگا ڈوبنے حضرت نوح نے آہ و زاری کی کہ اے خدا یہ تو میرا بیٹا ہے حکم ہوا کہ خاموش رہو یہ تیرا بیٹا نہیں اگر تیرا بیٹا ہوتا تو تیرا ساتھ دیتا اور مجھ پر ایمان لاتا جب تو نے میرے ساتھ خالص تعلق پیدا کیا اور شرک سے بکلی پرہیز کیا تو جو لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں وہی لوگ تیرے تعلق والے ہیں پس اے احمدی قوم ہمارا خدا رشتہ دار نہیں شرک سے پرہیز کرو اور عبادت کرو تاکہ خدا تمہارا نگہبان ہو جائے دیکھو خدا نے نوح کے بیٹے تک کی پرواہ نہیں کی پس اسبات ہی پر خوش ہونا کہ ہم احمدی ہیں یہ نادانی ہے بلکہ ایسے کام کرو کہ احمدی ہونیکے لائق ثابت ہو اور اسیطرح لوط کی بستی کا حال دیکھلو کسطرح ہو گئی کہ کفر کرتی تھی اور جو لوط شکر کرنیوالے بندے تھے بچگئے یہاں لوط کی بیوی کی بھی ویسی ہی نعمت شامل تھی کیونکہ وہ کافروں سے تعلق رکھتی تھی پھر یہ ہے کہ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔ اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو جبکہ وہ اسکو نصیحت کرتا تھا کہ اے لڑکے اللہ سے شرک نہ کر کیونکہ شرک ایک بڑا ظلم ہے اسجگہ پہلے لقمان کا کلام بتاتا ہے کہ وہ حکمت والا انسان یہ بات کہتا ہے اور پھر اپنے لڑکے کو جسکو اس نے اچھی بات ہی کہنی تھی اور پھر معمولی طور سے نہیں کہا بلکہ وہ اسوقت اسکو نصیحت کرتا تھا کہ اسکی آیندہ زندگی ٹھیک ہو کہ اے بیٹے خدا سے شرک نہ کرنا کیونکہ شرک جو ہے وہ ایک بڑا ظلم ہے ایسا خدا جو ہمپر ہر طرح سے احسان کرتا ہے اور ہمارے ہر ضرورت پر بھی قادر ہے اسکے ساتھ ہم اوروں کو برابر ٹھہرائیں کتنا ظلم ہے اب یہاں خیال رکھنا چاہیئے کہ شرک سے مراد یہ نہیں کہ صرف لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ کہدیا اور پاک ہو گئے بلکہ حضرت لقمان فرماتے ہیں کہ کل شرک جلی اور خفی سے اپنے آپکو بچا پھر آگے فرماتا ہے وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ۔ یعنی میں نے انسان کو اسکے والدین کے حق میں نصیحت کی ہے اسکی والدہ کسقدر تنگی اور سستی سے اسکا بار اٹھاتی ہے اور دو برس تک اسکو دودھ پلاتی ہے پس شکر کرے میرا اور اپنے والدین کا۔ میری طرف ہی لوٹنا ہے۔ یہاں والد کا شکر ادا کرنیکی وجہ بیان نہیں کی گو وہ ظاہر ہے کہ جب اسکی والدہ تنگی میں ہوتی ہے تو وہ اسکی پرورش کرتا ہے اور جب پیدا ہوتا ہے تو اسکی بھی خبر گیری کرتا ہے پھر ایک اور بات ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا شکر کر یہاں کوئی وجہ بیان نہیں کی گئی تو انسان کیوں میرا شکر کرے۔ اصل بات یہ ہے کہ بچہ کی محبت خدا تعالیٰ نے اسکو پیدا کر کے جسمانی والدین کے دلمیں بھی ڈالدی ہے کہ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو بچہ ایک دن بھی زندہ نہ رہ سکتا پھر پیدا ہوتے ہی ماں کی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے۔ پھر آگے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر میری طرف بھی آتا ہے اگر ایسا نہ کیا تو وہاں اسکی سزا بھگتو گے پھر یہ ہے وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔ اسجگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ماں باپ بھی جنکی تابعداری تجھ پر فرض کیگئی ہے اور جس کے نکرنے پر عذاب کی دھمکی دیگئی ہے وہ بھی اگر کہیں کہ مجھ سے شرک کر جسکا کہ تجکو علم نہیں پس انکی بات مان مگر پھر بھی دنیا میں انکی تابعداری کر جو میری طرف جھکتا ہے کیونکہ پھر تمہارا لوٹنا میری طرف ہی جہاں کہ تمکو تمہارے اعمال سے خبردار کیا جائیگا یہاں خدا تعالیٰ سخت تاکید کرتا ہے کہ والدین کی بھی اس معاملہ میں پرواہ مت کرو اور مجھ سے شرک نکرو اور جبکہ تم میں اور والدین میں ایک قسم کی جدائی ہوئی تو گویا کہ تم ایک یتیم کی طرح رہ گئے مگر خدا تعالیٰ کسی کا احسان نہیں اٹھاتا پھر خدا تعالیٰ نے جیسا کہ تمہارے پیدا ہونیکے وقت تمہارے والدین سے کیا یعنی انکے دلوں میں محبت ڈالدی ویسا ہی اب اپنے رسول یا مامور کے دلمیں محبت ڈالدیگا بلکہ اس سے بڑھ کر۔ کیونکہ خدا کچھ چیز لے کر زیادہ کر کے واپس کرتا ہے پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ جو میری طرف جھکتا ہے یعنی رسول کی طرف اسکی تابعداری کرو اور اسی کو والدین تصور کرو۔ اب پھر لقمان کا قول آیا يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ۔ یعنی اگر ایک ذرا سا دانہ ہو جو رائی کے برابر ہو تو خواہ وہ پتھر میں یا آسمانوں میں اور خواہ زمین میں ہو اسکو لے آئے گا کیونکہ خدا لطیف خبیر ہے۔ یہاں بھی حضرت لقمان اپنے بیٹے کو بتاتے ہیں کہ خدا ذرا ذرا سی بات کو بھی جانتا ہے پس شرک سے اسقدر بچ کہ رائی کا ایک حصہ بھی نہ رہے۔ پھر ہے۔ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ۔ یعنی اے بیٹے نماز کو قائم کر دے نیک باتوں کا وعظ کر اور بدیوں سے لوگوں کو منع کر اور صبر کر اس مصیبت پر جو تجھے پہنچے کیونکہ یہ بڑے کاموں میں سے ہے اسجگہ حضرت لقمان اپنے بیٹے کو فرماتے ہیں کہ صرف بدی سے بچنا کوئی کمال نہیں بلکہ بدی سے بچ کر پھر نیکی کرنا کمال ہے پس اسلئے فرماتے ہیں کہ شرک کو ترک کرنیکے بعد نماز کو قائم کر دے یعنی اپنی عبادتوں کو سنوار یہاں تک کہ تیرا بولنا تیرا سننا اور کھانا پینا خدا کے لئے ہی ہو جائے جسکا نتیجہ یہ ہو گا کہ خدا کا مامور ہو جاویگا اور لوگوں کو نیک باتیں سنانا اور بدیوں سے منع کرنا تیرا کام ہو جائیگا۔ پھر اسوقت جیسا کہ سنت ہے لوگ تیرے مخالف ہو جاوینگے اور تکلیفیں اور اذیتیں تجکو دیں گے کیونکہ رسولوں کے ساتھ شروع شروع میں ایسا ہی ہوتا ہے پس تو ان باتوں پر صبر کر کیونکہ یہ بڑے امور سے ہے پھر ہے وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ۔ یعنی لوگوں کے لئے اپنے منہ کو مت موڑ۔ اور زمین میں ایک تکبر اور اکڑ سے مت چل کیونکہ خدا تعالیٰ کو متکبر اور فخر کرنے والا انسان پسند نہیں ہوتا۔ اب حضرت لقمان فرماتے ہیں کہ جب تو صبر کرے گا تو ایک مدت کے بعد لوگ تیری طرف رجوع کریں گے کیونکہ جب تو خدا کے لئے لوگوں سے علیحدہ ہو جاوے گا اور لوگ تجھ سے عداوت کریں گے تو آخر خدا خلائق کا منہ تیری طرف پھیر دے گا یہاں تک کہ قریب ہے کہ تو ان سے کچھ خلقی کرے پس ایسا مت کرو پس چلو تو ایسی طرز سے کہ اس میں شیخی کی بو نہ پائی جاوے کیونکہ یہ بات خدا کو پسند نہیں وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ۔ یعنی میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز نرم اور نیچی کر کیونکہ سب سے بری آواز گدھے کی ہے اس جگہ پر بھی بیان ہے کہ جب تو نبی ہو جاوے اور لوگ تیری طرف دور دور سے آویں تو اسوقت وہ تجھ سے ملنے آویں اور تو دوڑ کر گھر میں گھس جاوے تو ان کو کس قدر صدمہ ہو گا کہ ہم تو ملنے آئے اور یہ گھر دوڑ کر چلے گئے یا کوئی دور سے آیا تھا کہ کچھ کلام سنیں گے مگر یہاں تو نے ایسی اونچی اور کرخت آواز سے کلام کیا کہ اس کے دل کو برا لگا کیونکہ دیکھو گدھے کی اونچی آواز ہے مگر سب آوازوں سے بری معلوم ہوتی ہے۔

اس رکوع میں حضرت لقمان اپنے بیٹے کو فرماتے ہیں کہ تو پہلے تو شرک کو چھوڑ اور اس طرح گناہوں کو ترک کر کے عبادت کو قائم کر۔ پھر جب تو گناہوں کو چھوڑے گا اور نیکیاں کرے گا تو خدا کا برگزیدہ ہو جائے گا۔

پس دیکھو خدا کے کلام سے ظاہر ہے کہ کل برائیوں کی جڑ یہی شرک ہے۔

اب میں یہ دعا کر کے بیٹھتا ہوں کہ خدا ہمکو پاک کرے ہمارے دل سے شرک کا زنگ دور کرے اور ہمکو توفیق دے کہ ہم بھی لقمان کی ان نصائح پر عمل کر سکیں۔ آمین ثم آمین

ناظر بیت المال کے اعلان

اوّل

ہر ایک جماعت کو اطلاع کی جاتی ہے کہ ۳۱ مارچ ۱۹۲۳ء کو خدا کے فضل و رحم سے اس سال میں سے چھ ماہ گزر جائیں گے اسواسطے ہر ایک جماعت کو اطلاع ہو کہ ماہ اپریل ۱۹۲۳ء میں ہر ایک جماعت کا بجٹ سالانہ اور اس کے ساتھ چھ ماہ کی رقوم کی وصول شدہ رقوم کا ایک نقشہ ترتیب کرکے ارسال کرنے والا ہوں اسواسطے ضروری ہے کہ سب جماعتیں ماہ مارچ میں جو انکا بجٹ مقرر کیا گیا ہے اسے نصف تک پورا کریں۔ میں نے پہلی سہ ماہی میں ہر ایک حلقہ کا بجٹ اور وصول شدہ تین ماہ کی رقوم کا نقشہ دیا تھا لیکن میں اس دفعہ کل جماعتوں کا بجٹ سالانہ اور چھ ماہ کی رقوم وصول شدہ کا مکمل نقشہ سب جماعتوں کے لئے ارسال کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تاکہ ہر ایک جماعت کو ہر ایک جماعت کے بجٹ مقررہ ان کی چھ ماہ کی وصول شدہ رقوم کا اندازہ ہو جاوے چاہئے ابھی سے ایک دوسری جماعت سے بڑھنے کا خیال کریں تاکہ پھر سال کے اخیر پر انکو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہمیں اگر علم ہوتا تو ابھی کوشش کرکے بڑھ جاتے لہذا چھ ماہ کا حساب مکمل کرنے کے لیئے ایک ماہ پہلے نوٹس شائع کیا جاتا ہے

عبد المغنی ناظر بیت المال قادیان

(۲)

اطلاع

(۱) جو زیورات چندہ مسجد برلن میں وصول ہوں انکو حسب اعلان الحکم گزشتہ فروخت کرکے اسکی قیمت ارسال کی جاوے۔ زیورات کی فروخت کا یہ طریق اختیار کیا جاوے۔

کہ ایک فہرست اسطرح سے طیار کی جاوے کہ ہر ایک نام کے آگے زیور کا نام ہو۔ اور اسکے آگے اسکی وہ قیمت ہو جو فروخت کے بعد وصول ہوئی ہو تاکہ اسبات کا معلوم کرنا کہ کسکی طرف سے کیا چندہ مسجد برلن وصول ہوا ہے مشکل نہ ہو۔

زیورات کی فروخت کا انتظام امیر جماعت یا پریذیڈنٹ بمعیت سکریٹری یا محاسب اسطرح کرے کہ دو دوسرے ممبر (جنکو مقامی کمیٹی اس غرض کے لیئے چن لے) مقرر کرے۔ یہ چاروں اصحاب اس زیور کو فروخت کریں۔ اور چاہیئے کہ یہ سب کمیٹی کاغذ پر دستخط کرے کہ ہم نے اطمینان کرلیا ہے زیور سستا فروخت نہیں کیا گیا تا کسی کو بعد میں اعتراض کا موقع نہ رہے۔ جن جماعتوں کی طرف سے ابھی تک چندہ مسجد برلن کی اطلاع نہیں ملی انکو چاہیئے کہ وہ فورا اطلاع دیں +

(۲) ہر ایک جماعت کو اپنا مقررہ بجٹ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۳ء تک پورا کرنا لازمی ہے چاہیئے کہ ابھی سے اسکا فکر کرتے رہیں۔ جس جماعت کا بجٹ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۳ء تک پورا نہ ہوگا اسکی کمی ان سے آئندہ سال میں ضرور وصول کی جاوے گی۔

(۳) شرح چندہ ایک آنہ فی روپیہ عام طور پر ہے۔ اور زمیندار جماعتیں ہر ایک جنس پیداوار پر اڑھائی سیر فی من کے حساب سے چندہ دیں

(۴) ہر ایک افراد کو چاہیئے کہ وہ کسی نہ کسی جماعت سے تعلق پیدا کریں یا تو اپنی جگہ پر جماعت اپنی بنالیں یا اپنے قریب کی جماعت میں شامل ہوں یا اپنے وطن کی جماعت میں داخل ہوں۔ ورنہ مجھے اطلاع کریں کہ میں انکو کسی نہ کسی جماعت میں شامل کرکے انکو اطلاع دوں گا۔ ایسے افراد کے واسطے یہ بھی ضروری ہوگا کہ وہ اپنا چندہ اپنی جماعت کے ساتھ روانہ کریں تاکہ ان کی جماعت ان کے چندہ کی پوری نگرانی کرسکے۔ اگر کوئی صاحب میری اجازت کے بعد براہ راست ہی ارسال کریں تو ان کو یہ ضروری ہوگا کہ وہ کوپن پر ہمیشہ اپنی جماعت کا نام صاف صاف الفاظ میں لکھا کریں۔ ورنہ رقم ان کی جماعت کے کھاتہ میں جمع نہ کی جاوے گی۔

(۵) ہر ایک جماعت کے واسطے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے ایسے افراد کی پورے طور پر چندہ کی نگرانی کریں۔ بقایا ایسے افراد کے ذمہ نہ رہنے دیں کیونکہ بقایا ہو جانے پر اسکی ادائیگی مشکل ہو جاتی ہے

(۶) منی آرڈر کے کوپن پر یا بیمہ میں تفصیل کے ساتھ یہ بھی ہر ایک جماعت کے واسطے ضروری ہے کہ اپنی جماعت کا نام صاف صاف الفاظ میں لکھدیں کہ فلاں جماعت میں جمع ہووے کیونکہ بغیر ایسی تحریر کے کوئی رقم کسی جماعت کے کھاتہ میں یہ دفتر اپنی منشاء سے درج نہ کرے گا۔ پس کوپن پر افراد یا عہدہ دار جماعت کی طرف سے جماعت کا نام صاف صاف الفاظ میں ہونا چاہیئے

(۷) ہر ایک جماعت کا چندہ وغیرہ ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ تک اس دفتر میں آنا اشد ضروری ہے۔ ورنہ ان سے جواب لیا جاویگا کہ کیوں وقت پر نہیں بھیجا گیا۔

نوٹ زکوۃ کے فارم بہت کم دوستوں نے طلب کئے ہیں حالانکہ یہ نہایت ضروری فرض ہے جس کی ادائیگی میں تامل نہیں ہونا چاہیئے +

عبد المغنی ناظر بیت المال قادیان دارالامان

الحمد للہ رسالہ احمدی خاتون جاری ہوگیا

میری غیر حاضری کی وجہ سے رسالہ احمدی خاتون بھی بند پڑا ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج میں یہ اعلان کرنے کے قابل ہوں کہ رسالہ احمدی خاتون جاری ہوگیا ہے اور اسکا یہ اجرا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں کے لحاظ سے پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہے اور خدا کے فضل پر مجھے بھروسہ ہے کہ ہر دوسرے رسالہ کو پہلے سے بہتر بنانے کی سعی میں میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھونگا۔ اس مرتبہ رسالہ ۲۷×۱۷۔ اخبار الحکم کی پہلی فلس کیپ سائز پر جاری کیا گیا اور کاغذ نہایت اعلیٰ درجہ کا لگایا گیا ہے حجم بڑے ۲۸ صفحہ کا ہے جو کتابی سائز کے ۵۶ صفحوں کے برابر کہنا چاہیئے اگرچہ کتابت جیسی میں چاہتا ہوں اسکا ابھی انتظام نہیں تاہم بُری بھی نہیں + فروری کا رسالہ اسوقت شائع ہو چکا ہے اور مارچ کا انشاء اللہ العزیز مارچ کے اخیر تک شائع ہو جائے گا + جدید انتظام میں مختلف قسم کی دقتوں کا مجھے سامنا کرنا پڑا ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ ایک بند کام کا اجرا اس سے زیادہ محنت چاہتا ہے جو نئے سرے سے جاری کرنے میں ہوتی ہے۔ بہرحال میں آہستہ آہستہ ان تمام کاموں کی طرف توجہ کر رہا ہوں جو میری غیر حاضری کی وجہ سے معرض تعویق میں تھے۔ رسالہ کا چندہ مستقل طور پر اب عام خریداروں سے چار روپیہ سالانہ ہوگا۔ اور معاونین سے دس روپیہ۔ سرپرست جو چاہیں عطا فرمائیں۔ اس قسم کے رسالے اور اخبار خاص اعانت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ اب جبکہ سلسلہ کی خواتین میں سلسلہ کی ضروریات کا احساس پیدا کرنے کی تحریک عام طور پر جاری ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ مدد کرے تو یہ رسالہ ایک مفید ذریعہ ہوگا۔

میں کوئی خاص تحریک اسکے لئے نہیں کرنا چاہتا اماء اللہ کی لجنہ کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ وہ اپنے اس واحد رسالہ کو اسی جوش اور اخلاص سے مفید اور قوی بنانے کی کوشش کریں جو ان میں اللہ نے پیدا کر دیا ہے +

میں نے گزشتہ سالوں میں یہ تجربہ کیا ہے کہ اخبارات کے لیئے مالی مشکلات کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ بقایا قیمتیں وصول نہیں ہوتی ہیں اسلیئے اس مرتبہ میں نے یہ انتظام کیا ہے کہ بلا وصول قیمت رسالہ کسی کے نام جاری نہ رہے خواہ وہ کوئی ہو۔ یہ ایک اصول اور معاملہ کی بات ہے۔ بقایا وصول نہ ہونے کے باعث ان خریداروں پر بھی ایک ظلم ہو جاتا ہے جو پیشگی قیمت ادا کر چکتے ہیں اسلیئے آئندہ یہ رسالہ کسی کے نام بدون وصول قیمت جاری نہ ہوگا۔ پہلا نمبر پرانے خریداروں کے پاس بھیجا جارہا ہے دوسرا نمبر بدون وصول قیمت نہیں بھیجا جائے گا اور اسکے لیئے

پہلے سے وی پی بھیجدیئے جائیں گے

جس میں رسالہ احمدی خاتون کا کوئی پرانا نمبر ہوگا اور دوسرا نمبر صرف ان خریداروں کو بھیجا جاوے گا جن کے وی پی وصول ہو جائیں گے۔

اور میں اخلاقی طور پر ہر خریدار کا فرض سمجھتا ہوں اگر وہ اس رسالہ کے خریدار نہ رہنا چاہیں تو پہلا نمبر واپس کردیں اور بذریعہ کارڈ اطلاع دیں۔ تمام خط و کتابت مینیجر رسالہ احمدی خاتون ہو +

تادیبُ النِّساء

حضرت خلیفۃ المسیح نے رسالہ احمدی خاتون کا نام آئندہ اس کے مضامین اور موضوع کے لحاظ سے

تادیبُ النِّساء

تجویز فرمایا ہے اسلیئے رسالہ احمدی خاتون آئندہ اسی نام سے نکلے گا۔ احباب یاد رکھیں اور آگاہ رہیں +

(یعقوب علی عرفانی)

سلطان دکن اور مذہبی آزادی

اسلام ۔ جبر اور اکراہ کا مذہب نہیں بلکہ امن اور سلامتی کا دین ہے۔ اسلئے اسلام نے ہمیشہ حکومت میں مذہبی آزادی کی حمایت کی ہے۔ ریاست حیدرآباد دکن ہندوستان کی اسلامی حکومت کی ایک بہت بڑی اور اکیلی یادگار ہے اور ہماری دلی آرزو ہے کہ وہ ہر قسم کی ترقیوں اور کامیابیوں کو حاصل کرے۔ آمین

ان دنوں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری حیدرآباد میں ہیں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف اپنی زبان کی تلوار چلانے میں مصروف ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے علماء بھی شناعی مکائد اور مغالطوں کی تردید کے لیئے وہاں موجود ہیں میں نے ابھی تک اس مذہبی محاذ جنگ کے متعلق ایک سطر بھی لکھنی پسند نہیں کی اسلیئے کہ میں چاہتا ہوں کہ فریقین واپس ہولیں تو میں ایک تنقیدی سلسلہ مضامین کا لکھوں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب سلسلہ کے ایک عنید مخالف ہیں اور ہمارے علماء سے مختلف مقامات پر انھوں نے نبرد آزمائی کی ہے۔ انکی ساری متاع علمی جو کچھ بھی ہے وہ استہزاء اور حق پوشی ہے۔ اور حیدرآباد کی تعلیم یافتہ پبلک نے دیکھ لیا ہے کہ ان کی تقریروں اور لیکچروں کا موضوع ایک مضمون کیا ہے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ اعتراضوں سے ڈرتا نہیں اور نہ اسکی مخالفت کو کبھی اپنے لیئے کوئی ڈرانے والی چیز سمجھا اسلیئے کہ وہ یقین رکھتا ہے کہ

اہل حق کی مخالفت اور تضحیک سنۃ اللہ ہے

اسلیئے سلسلہ احمدیہ نے اپنی تبلیغ و اشاعت میں کسی تکلیف اور روک کو روک نہیں سمجھا یہانتک کہ آہیں ایسے عالی ہمت بزرگ ہیں جنھوں نے سنگساری کی بارش میں بھی احمدیت کے پرچم کو ہاتھ سے نہیں رکھا اور سنگلاخ زمینوں میں اپنے خون سے سلسلہ کی صداقت کا اعلان کیا۔ اور آج روئے زمین پر یہی سلسلہ ہے جو اسلام کی حقانیت اور جلال کا اظہار افریقہ کے ریگستانوں سے لے کر امریکہ کے متمدن شہروں تک میں

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کو منوا رہا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب حیدرآباد مباحثہ اور **مباہلہ** کے لیئے بلائے گئے تھے مگر ان کی غرض و غایت یہ نہ تھی بلکہ کچھ اور تھی کیونکہ

اس پیالہ کو وہ ہمیشہ ٹلاتے چلے آتے ہیں

ان کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ سلطان دکن کے حضور اپنا قرب حاصل کریں اور شاہی فیاضی کا سنہری سرٹیفکٹ حاصل کریں۔ اسی غرض کو پورا کرنے کے لیئے انھوں نے یہ تحریک شروع کی کہ اعلیٰحضرت سلطان دکن خلد اللہ ملکہ کے حضور ہماری جماعت سے مباحثہ ہو اور بالآخر سلطان دکن آخری فیصلہ لکھدیں۔

جہاں تک تحقیق حق کا سوال ہے ہم اسکو دل سے چاہتے ہیں کہ **آصفی دربار میں مباحثہ اور مباہلہ ہوجائے** تاکہ جہاں ایک طرف علمی طور پر اتمام حجت ہو وہاں آسمانی فیصلہ سے بھی حق و صداقت کا اظہار ہو جائے۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اعلیٰحضرت کے فیصلہ پر شرح صدر سے رضامند تھے اور انکی غرض

محض اظہار حق تھی

تو کیوں انھوں نے غیر مقلدین اور مقلدین کے نزاعی مسائل کے فیصلہ کے لیئے بھی پبلک کو توجہ دلا کر ایسا ہی میموریل بھجوا دیا جو احمدی سلسلہ کے متعلق بھجوایا گیا تھا۔ آخر یہ تو ایک ظاہر بات ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس مذہب کے مخالف اور دشمن ہیں جو ریاست حیدرآباد کا شاہی مذہب ہے لیکن ان نزاعی مسائل سے حیدرآباد میں قطعاً خاموش رہنا اور سلطانی فیصلہ کی خواہش نہ کرنا ظاہر کرتا ہے کہ مطلب سعدی دیگر است

بہرحال اس مقصد کے لیئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے پبلک تقریروں کے ذریعہ پبلک کو ابھارا اور اعلیٰحضرت کو عرضداشت بھجوائی جسکے متعلق ۲ مارچ کے اہلحدیث میں شایع کیا گیا ہے کہ

دکن کے وزیر مذہبی نے اس معاملہ میں سرکاری مداخلت سے انکار کر دیا ہے۔ اسطرح مولوی ثناء اللہ صاحب کی ساری امیدوں کا خون ہو گیا۔ دکن کے شیخ الاسلام جناب نواب صدر یار جنگ بہادر مولوی حبیب الرحمٰن صاحب شروانی کیسے مجکو ذاتی طور پر ۱۹۰۳ء سے نیاز حاصل ہے جبکہ وہ امرتسر میں ندوۃ العلماء کے جلسہ پر تشریف لائے تھے کچھ شک نہیں کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ اختلاف رائے رکھتے ہیں لیکن حیدرآباد میں انکی منصبی پوزیشن جس امر کی مقتضی ہے وہ اس فیصلہ سے ظاہر ہے۔ حیدرآباد میں مختلف عقاید اور مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں بحیثیت ایک بادشاہ کے سلطان دکن ہر شخص کو آزادی دیتے ہیں کہ جو عقیدہ چاہے رکھے اور جو طریق اسکی عبادت اور ادائے فرائض مذہبی کا ہو اسکو کامل سکون اور اطمینان سے ادا کرے مذہبی امور میں دست اندازی کو انصاف اور عدل کے آئین میں جائز نہیں سمجھتے اور اگر آج ایسے معاملہ میں دخل دیں تو کل مولوی ثناء اللہ صاحب چاہیں گے کہ

شیعہ حضرات سے مباحثہ ہو جاوے

اور ریاست حیدرآباد کے امراء کو جنمیں سے بعض شیعہ مذہب کے معتقد ہیں چیلنج دیں گے کہ آؤ دربار سلطانی میں مباحثہ کریں اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے تو مہمات ملکداری کا کام کسطرح ہو غرض امور مذہبی کے منسٹر (شیخ الاسلام دکن) نے شناعی آرزوؤں کا بے شک خون کر دیا ہے۔ مگر انھوں نے سلطان دکن کی عطا کردہ مذہبی آزادی کا پرچم بلند کر دیا ہے

اب مولوی ثناء اللہ اس ندامت کو دور کرنے کے لیئے اپنے اخبار میں ظاہر کرتا ہے کہ

"میری بے خبری میں حیدرآباد کی مسلمانوں نے حضور نظام کی خدمت میں درخواست دی"

حیدرآباد کی پبلک جانتی ہے کہ یہ درخواست بیخبری میں دی یا یہ ورقہ ثنائی تحریک کا نتیجہ تھی؟

کیا ثناء اللہ مؤکد بعذاب حلف اس امر پر اٹھا سکتا ہے؟ کہ یہ عرضداشت انکی بیخبری میں بھیجی گئی؟

غرض سلطان دکن نے اس تحریک کو نامنظور فرمایا اور ملک میں مذہبی اشتعال کو روکنے کے لیئے اور بدزبان کی زبان بندی کے لیئے آئندہ مجالس وعظ یا مباحثہ مذہبی کے لیئے شیخ الاسلام دکن کی اجازت لازمی کر دی اور ساتھ ہی حکم دیا کہ واعظین جنکو اجازت دی جائے انکو تاکید کیجائے کہ وہ اپنے وعظ یا لیکچر میں کسی مذہب یا مذہبی فرقہ پر حملہ کرنے سے باز رہیں ورنہ وہ سخت بازپرس کے مستوجب ہونگے۔

سلطان دکن کا یہ فرمان عین اسلامی تعلیم کا اظہار ہے اور یہی وہ اصول ہے جس سے مذہبی مناظرات اور مباحثات کی بے اعتدالیوں اور بے اصولیوں کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذہبی مباحثات کی اصلاح کے لیئے اسی اصول پر تحریک فرمائی تھی۔ حقائق پسند قوم کے لیئے اس سے بڑھ کر کوئی خوشی نہیں ہو سکتی کہ مذہب کی خوبیاں بیان کی جائیں نہ یہ کہ دوسرے مذاہب پر یا ان کے بانیوں اور پیشواؤں پر حملے کیئے جائیں۔

اور یہ ایک ایسا اصول ہے کہ نہایت ایمانداری اور حق طلبی کے ساتھ تبادلہ خیالات ہو سکتا ہے۔ اعلیٰحضرت کے اس فرمان کے ذریعہ ان صاد قول کا ڈیفنس کیا گیا ہے جو نا اہل اور بدزبان مذہبی لباس کے دریوزہ گروں کی مجلس میں گالیوں کا ہدف بنائے جاتے ہیں۔ اس کار خیر کے لیئے سلطان دکن تمام اہل مذاہب کی طرف سے خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ اور میں جماعت احمدیہ کی طرف سے

اپنے شکرگزاری کے جذبات کا اظہار کرتا ہوں

یہ پہلا موقعہ نہیں کہ سلطان دکن نے اس سپرٹ کا اظہار کیا ہو بلکہ جب مولوی محمد عظیم نے اپنی بدزبانیوں کا اکھاڑہ حیدرآباد دکن میں جمایا تو سلطان دکن نے مذہبی امن قائم رکھنے کے لیئے اسکو ریاست سے علیحدہ کرکے نکال دیا۔

غرض سلطان دکن کا یہ فرمان مذہبی آزادی کی شان کو دوبالا کر رہا ہے اور لاکھوں انسان اس احسان کے بدلہ میں آپکے لیئے دعا کرتے ہیں۔ کاش مولوی ثناء اللہ یہ خواہش کرتا کہ سلطان دکن کے حضور میں وہ قرآنی حقائق و معارف کے بیان کرنے میں احمدی جماعت کا مقابلہ کرتا۔ یا خدا سے اپنے قرب اور تعلق کے اظہار کا کوئی نمونہ پیش کرنیکی جرأت کرتا یا سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے امتیازی نشان مباہلہ کے لیئے آگے آتا۔ جسحال میں وہ سلسلہ کو جھوٹا سمجھتا ہے اور حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعاوی میں نعوذ باللہ مفتری اور کاذب یقین کرتا ہے تو پھر کیوں نہ مباہلہ کرتا میں حیرت آتی ہے میں اس مذہبی جنگ کے ختم ہونے پر تمام واقعات پر تنقیدی نظر کرونگا سردست میں اکبار سلطان دکن کے اس فرمان اور مذہبی آزادی میں مداخلت نہ کرنے پر شکرگزاری کا اظہار کرتا ہوں اور میں ناسپاسی کے جرم کا ارتکاب کرونگا اگر حیدرآباد دکن کے پولیس کمشنر مسٹر ونکٹ راما ریڈی کا شکریہ ادا نہ کروں کہ اسکے حسن انتظام کا نتیجہ ہے کہ امن کے ساتھ ہمارے مبلغ حیدرآباد میں اظہار صداقت کر رہے ہیں۔

اور باوجودیکہ امرتسری ملاں نے لوگوں میں بیجا جوش اور اشتعال پیدا کرنے میں کوئی تیر اپنے ترکش میں باقی نہیں رکھا اور محض غلط اور بے بنیاد باتیں ہماری طرف منسوب کرکے لوگوں کے جذبات کو بھڑکانے میں کمی نہیں کی مگر حسب عادت قیام امن کا کافی ضمانت رہی ہے۔ آخر میں حیدرآباد کی سنجیدہ اور تعلیم یافتہ پبلک بھی یہ محسوس کیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ مولوی ثناء اللہ کو مباہلہ کیلیئے آمادہ کریں اور اگر وہ بیجا عذروں سے اس پیالہ کو ٹلانے کی